## پیغام سیرت

# محبت واتباع نبوی ﷺ اور اس کے ثمرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد

نبوت اللہ تعالیٰ کا خاص انتخاب ہے، اس کا کسب سے کوئی تعلق نہیں، اسی لئے جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا اس کو مقامِ بلند سے نواز دیا، اور جب چاہا اپنے ایک خاص بندے پر اس سلسلۂ نبوت کو ختم فرما دیا۔ وہ ''خاص'' بندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کا قرآن کریم نے خود اسی اسلوب میں ذکر فرمایا ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کی طرف بھی اشارہ ہے، اور بندہ ہونے کا بھی بیان ہے، ارشاد ہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ○ (۱)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی، جس کے گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں، تاکہ ہم اس کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہی (اللہ) سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

نبوت کے اس عظیم سلسلے میں جن عظیم المرتبت ہستیوں کو اللہ تعالیٰ نے اعزاز سے نوازا، وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بھی تھے اور چنیدہ یعنی منتخب فرمودہ بھی۔ یہ انتخاب اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے۔ قرآن کریم اس انتخاب کا ذکر ایک مقام پر یوں کرتا ہے:

اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ○ (۲)

فرشتوں اور انسانوں میں سے اللہ جس کو چاہتا ہے پیغام پہنچانے کے لئے منتخب کر لیتا ہے۔ بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

دوسرے مقام پر چند انبیائے کرام کو چن لینے اور منتخب کر لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی

۱۔ الاسراء:۱　　۲۔ الحج:۷۵

الْعٰلَمِیْنَ O (۳)

بے شک اللہ نے آدم ونوح اور آلِ ابراہیم وآلِ عمران کو سارے جہان پر (اپنی رسالت کے لئے) ترجیح دی۔

اور ایک مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے ان کے انتخاب کا ذکر یوں کیا:

قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِکَلَامِیْ (۴)

اللہ نے فرمایا اے موسیٰ! میں نے تمہیں اپنی پیغمبری اور ہم کلامی کے ذریعے لوگوں پر امتیاز دیا۔

اور جب رسول اللہ ﷺ کا مرحلہ آیا تو آپ نے خود فرمایا، واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا:

**ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل، واصطفیٰ قریشا من کنانۃ، واصطفیٰ من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم (۵)**

اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کی اولاد میں سے اسماعیلؑ کو چنا، ان میں سے بنو کنانہ کو منتخب کیا، بنو کنانہ میں سے قریش کا انتخاب کیا، قریش میں سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔

اور دوسری روایت میں مزید تفاصیل بیان کرتے ہوئے قبائل اور بطون تک کا ذکر فرمایا، آپ ﷺ نے ایک بار خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

**انامحمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب، ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر ھم، ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ، ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ، ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیتا وخیرھم نفسا (۶)**

میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، بلاشبہ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہتر لوگوں میں رکھا، پھر ان کے دوگروہ بنائے اور مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں رکھا، پھر ان کے کئی قبیلے بنائے اور مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں پیدا کیا، پھر ان کے کئی گھرانے

۳۔ آل عمران: ۳۳　　　۴۔ الاعراف: ۱۴۴

۵۔ مسلم۔ الصحیح۔ بیروت، دارالکتب العلمیہ ۱۹۹۸ء: ج ۴، ص ۱۹، رقم ۲۲۷۶۔ ترمذی۔ الجامع السنن۔ بیروت، دارالفکر ۱۹۹۴ء: ج ۵، ص ۳۵۰، رقم ۳۶۲۵　　　۶۔ ترمذی: ج ۵، ص ۳۵۱، رقم ۳۶۲۸

بنائے اور مجھے ان میں سے بہترین گھرانے میں پیدا کیا اور اسی طرح بہترین ذات میں بھی۔

آپ ﷺ کا یہ فضل واعزاز روز قیامت بھی اپنی معراج پر ہوگا، اس انتہائی بلندی پر جس سے آگے کوئی درجہ نہیں جہاں سب مقامات اور ساری منازل ختم ہو جاتی ہیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

انا سید ولد آدم یوم القیامۃ، واول من ینشق عنه القبر، واول شافع واول مشفع (۷)

میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں گا، میں پہلا فرد ہوں جو سب سے پہلے قبر سے نکلے گا، میں ہی سب سے پہلا سفارش کرنے والا اور سب سے پہلا شخص ہوں گا، جس کی سفارش قبول ہوگی۔

اس انتخاب خداوندی کے مظاہر بہت سے ہیں، اور ہر پہلو تفصیل کا منتظر، یہاں چند اہم پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اصل موضوع کی جانب آئیں گے، تاکہ محبت نبوی ﷺ کی اہمیت واضح ہو سکے۔

ذات رسالت مآب ﷺ کے حوالے سے جو چیز سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے، وہ صحت نسب، اور عفت وعصمت نسب ہے، آپ ﷺ کا نسب پورا نہ صرف محفوظ ہے، اس کی تفصیلات معلوم ہیں، بل کہ وہ معصوم بھی ہے، اس نسب میں کہیں کوئی ایسا مرحلہ نہیں آیا، جو عفت وعصمت کے خلاف ہوتا۔ عربوں کی تاریخ ذہنوں میں تازہ ہو تو اسے اعجاز نبوی کے علاوہ کوئی دوسرا عنوان دیا ہی نہیں جا سکتا۔

نسب مطہر کے حوالے سے ابن عساکر کی روایت میں رسول اکرم ﷺ سے منقول ہے، آپ نے فرمایا: کسی پیغمبر کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی (۸) رسول اکرم کا حسب نسب تو آپ کے مخالفین کے سامنے بھی اس طرح روشن تھا کہ کوئی بھی اس حوالے سے حرف گیری کی جرأت نہ کر سکا۔ چناں چہ ہرقل کے دربار میں جب رسول اکرم ﷺ کے قاصد حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا نامہ مبارک لے کر پہنچے تو ہرقل نے اس وقت وہاں موجود قریش کے نمائندے ابوسفیان سے آپ ﷺ کے بارے میں بہت سے سوالات کئے، ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے اس امر کا اعتراف کیا کہ حسب ونسب میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ یہ سن کر ہرقل بول پڑا کہ یہ بھی نبوت کی

۷۔ مسلم: ج ۴، ص ۱۹، رقم ۲۲۷۸

۸۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ سیرت مصطفیٰ: ج ۱، ص ۱۵

ایک علامت ہے۔(۹)

ابن عباس رضی اللہ سے منقول ہے کہ عرب کے ہر قبیلے سے آں حضرت ﷺ کا نسبی تعلق تھا، ابن عباس ہی کی ایک روایت میں مرفوعاً منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں دور جاہلیت کی مروج بدکاری سے پیدا نہیں ہوا، بل کہ اسی طرح کا نکاح میری ولادت کا سبب بنا جیسا اسلامی نکاح ہوتا ہے۔(۱۰)

اسی عصمت کے ساتھ آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا اور پھر آپ کو ختم نبوت سے سرفراز فرما کر آپ پر سلسلہ انعامات واعزازات کی بھی تکمیل فرمادی گئی۔ اب سفر رسالت ونبوت مکمل ہوگیا۔ فلسفۂ ختم نبوت کی ایک تمثیل کے ساتھ وضاحت جناب نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں خود ہی فرمادی۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے (گزرے ہوئے) انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا ہو اور اس میں ہر طرح کا حسن وخوبصورتی پیدا کی ہو، لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی ہو۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم پھر کر دیکھتے ہیں اور حیرت زدہ رہ جاتے ہیں، لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔(۱۱)

حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خاتم النبین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔(۱۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ختم بی النبیون(۱۳)

نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا آپ کو بہ طور خاص منتخب فرمانا آپ ﷺ کا تمام انسانوں کے مقابلے میں امتیاز ہے، اور ختم نبوت سے سرفراز فرمانا دیگر انبیائے کرام کے مقابلے میں بھی آپ کی فضیلت اور افضلیت کی برہان ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کی بھی دلیل ہے۔

---

۹۔ ابن حجر عسقلانی۔ فتح الباری۔ کراچی، قدیمی کتب خانہ: ج ۸، ص ۲۷۵

۱۰۔ زرقانی۔ شرح المواہب اللدنیہ: ج ۱، ص ۶۶　　۱۱۔ بخاری: ج ۲، ص ۱۸۳

۱۲۔ ترمذی: ج ۴، ص ۹۳، رقم ۲۲۲۶۔ ابوداؤد: ج ۴، ص ۷۶، رقم ۴۲۵۲۔ ابن ماجہ فی الفتن باب مایکون من الفتن۔

۱۳ مسلم: ج ۱، ص ۳۰۳، رقم ۵۲۳۔ ترمذی: ج ۳، ص ۱۹۶، رقم ۱۵۵۹۔ ابن ماجہ: کتاب الطہارۃ باب ۹۰

## محبت

محبت دلی تعلق اور اس کے میلان کو کہتے ہیں، لغت میں اس کی کافی تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔(۱۴)

امام نووی محبت کی تفصیلات پر کلام کرنے کے بعد محبت نبوی کے بارے میں گفت گو کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ محبت اصل میں میلان کو کہتے ہیں، یہ کئی وجوہ سے ہوتا ہے، کبھی حسن صورت، اور حسن صوت وغیرہ کے سبب ہوتا ہے، جسے انسان پسند کرتا ہے اور اس سے لطف اٹھاتا ہے، کبھی عقلی طور پر وہ کسی کو پسند کرتا ہے، اور اس سے لطف اندوز ہوتا ہے، مثلاً اچھے لوگوں، علماء اور فضلا کی محبت اس نوعیت کی ہے، اور کبھی محبت کا سبب اس شخص کا کوئی احسان ہوتا ہے، جس سے محبت ہوگئی ہے، یا اس کی وجہ سے انسان کسی نقصان اور تکلیف سے محفوظ ہوجاتا ہے، یہ بھی اس سے محبت کا ایک سبب بن جاتا ہے۔ یہ تمام اسباب نبی کریم ﷺ میں موجود ہیں۔ آپ ظاہری و باطنی ہر اعتبار سے حسن و جمال کے کامل مظہر ہیں، ہر طرح کے فضائل آپ کی ذات میں جمع ہیں، اور پوری امت آپ کی احسان مند ہے کہ آپ ہی کے سبب اسے سیدھے راستے کی ہدایت نصیب ہوئی ہے، جنت کی ہمیشہ کی نعمتیں عطا ہوئی ہیں اور جہنم کے ہمیشہ رہنے والے عذاب سے چھٹکارا نصیب ہوا ہے۔(۱۵)

قرآن حکیم نے کئی مقامات پر محبت نبوی کی تلقین کی ہے، ایک مقام پر فرمایا:

**قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌO(۱۶)**

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو (اس کے نتیجے میں) اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور وہ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ تو بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

محبت انسیت سے پیدا ہوتی ہے، بل کہ اس کے بعد کا مرحلہ ہے، عام طور پر پہلے انسان مانوس ہوتا ہے، پھر محبت کا آغاز ہوتا ہے، موانست کے لئے قربت شرط ہے، خواہ وہ قربت نسبی ہو یا کوئی اور تعلق اس کا سبب بنے۔ رسول اکرم ﷺ کا امت سے تعلق اس حوالے سے بھی سب سے قریبی ہے، یہ بہ جائے

---

۱۴۔ چوں کہ وہ تفاصیل ہمارے موضوع سے بہ راہ راست تعلق نہیں رکھتیں، اس لئے انہیں ہم ترک کرتے ہیں، تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے۔ ابن منظور۔ لسان العرب: ج۱، ص۲۸۹۔ راغب اصفہانی۔ المفردات: ص۱۰۵۔ قاضی عیاض۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ: ج۲، ص۲۹

۱۵۔ نووی۔ شرح مسلم۔ بیروت۔ دار الفکر ۱۴۰۱ھ۔ ج۲، ص۱۴۔

۱۶۔ آل عمران: ۳۱

خود محبت کا سبب ہے۔ ایک مقام پر قرآن کریم اس تعلق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ O(۱۷)

بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب ان میں ان ہی میں کا ایک رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور بے شک اس سے پہلے وہ صریح گم راہی میں تھے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O(۱۸)

بے شک تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک ایسا رسول آ گیا ہے جس پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے، جو تمہاری بھلائی کا بڑا خواہش مند ہے۔ وہ مومنوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔

اس بنا پر بھی محبت نبوی ہر مسلمان کا دلی تقاضا ہے، یہ فطرت کی پکار ہے جو اس کے خمیر میں شامل ہے۔ اور محبت نبوی ﷺ شریعت کے بنیادی تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے، خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعینO(۱۹)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میری ذات اس کے نزدیک اپنے باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

اسی طرح ایک روایت میں ذات رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے محبت کو اپنی جان سے بھی زیادہ محبت رکھنا ایمان کا لازمی تقاضا قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا:

لا یومن عبد حتی اکون احب الیه من نفسه، واهله احب الیه من اهلی وذاتی أحب الیه من ذاتی (۲۰)

کوئی شخص اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہوسکتا، جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان

---

۱۷۔ آل عمران: ۱۶۴ ۱۸۔ التوبہ: ۱۲۸

۱۹۔ بخاری: کتاب الایمان، باب حب الرسول

۲۰۔ بیہقی۔ شعب الایمان: ج ۲، ص ۷۵، رقم ۱۵۰۵۔ طبرانی۔ المعجم الکبیر: ج ۷، ص ۷۵، رقم ۶۴۱۶۔ طبرانی۔ المعجم الاوسط: ج ۶، ص ۵۹۔ رقم ۵۷۹۰

سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، اور میرے اہل و عیال اس کے نزدیک اس کے اپنے اہل و عیال سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں اور میری ذات اس کے نزدیک اس کی اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن ہشامؓ روایت کرتے ہیں:

**كنّامع النبیﷺوھو آخذ بید عمر بن الخطّاب،فقال له عمر:یا رسول الله!لأنت احبّ الیّ من كلّ شیء الا من نفسی.فقال النبیّ ﷺ:لا والّذی نفسی بیده! حتّی أكون احبّ الیك من نفسك فقال له عمر: فانه الآن،والله لانت احب الیّ من نفسی فقال النّبی ﷺ:الآن،یا عمر**

ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! مجھے اپنے جان کے علاوہ ہر شے سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں (تمہارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا)، قسم ہے اُس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! یہاں تک کہ میں تمہاری جان سے بھی زیادہ تمہیں محبوب نہ ہو جاؤں۔ (یہ سن کر) حضرت عمرؓ عرض گزار ہوئے: خدا کی قسم! اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ چناں چہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اب (یعنی اب تمہارا ایمان مکمل ہوا)

ان احادیث کا مطالعہ ہمیں وضاحت سے بتاتا ہے کہ ذات رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے انتہائی درجے کا کمال محبت ایمان کا حتمی اور ناگزیر تقاضا ہے، جس میں ذرا سی کمی بھی ایمان میں کمی کا باعث بن سکتی ہے۔

ذات رسالت مآب ﷺ سے محبت ایمان کا اولین مظہر بھی ہے، قرآن کریم سے بھی یہی ترتیب معلوم ہوتی ہے کہ پہلے وہ ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اثبات کراتا ہے، پھر ایمان کی دعوت دینا ہے، یا یوں کہئے کہ ایمان لانے کے لئے دلیل، محبت اور شاہد کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو پیش کرنا ہے، اور اثباتِ ذات کی دعوت دینا ہے، فرماتا ہے:

**فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۲۱)**

میں تو اس سے پہلے تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں۔ سو کیا تم عقل نہیں رکھتے؟

۲۱۔ یونس ۱۶

یعنی قرآن کریم نے دعوت ایمان دیتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو پیش فرمایا، اور آپ کے اثبات کو ایمان کے لئے لازم قرار دیا، تاکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۴۰ سالہ معصوم ومنزہ حیات کا اثبات ہو جائے تو آپ کے دیگر احکامات کو قبول کرنا اور انہیں دل سے مان لینا آسان ہو جائے اسی بنا پر ایک روایت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ایمان کی چاشنی پا لینے کا سبب قرار دیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**ثلاث من کن فیه وجد حلاوۃ الایمان: ان یکون الله و رسوله احب الیه مما سواهما، وان یحب المرء لایحبه الا لله، وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار (۲۲)**

تین خصلتیں ایسی ہیں جس میں وہ ہوں گی، وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا: یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اسے ان کے ماسوا ہر چیز (پوری کائنات) سے زیادہ محبوب ہو۔ اور یہ کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔ اور یہ کہ وہ دوبارہ کفر میں لوٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

پھر محبت نبوی کا مقام مزید بڑھاتے ہوئے یہ بھی فرما دیا گیا کہ اگر واقعتاً کسی دل میں محبت نبوی موج زن ہوگی تو اس کا ٹھکانا خود ذات رسالت مآب علیہ الصلاۃ والتسلیم کے ساتھ ہوگا، یہ مضمون کئی احادیث میں بیان ہوا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت تو کرتا ہے لیکن وہ ان تک نہیں پہنچ سکا (ان جیسے عمل نہیں کیے)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**المرء مع من أحب**

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی۔

سیدنا انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے قیامت کے متعلق پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

**وماذا أعددت لها؟**

تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟

اس نے کہا: کچھ بھی نہیں۔ مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا

---

۲۲۔ صحیح البخاری، کتاب الایمان، رقم الحدیث: ۱۶

ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

**أنت مع من أحببت**

تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں کسی چیز سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے ہوئی۔ میں نبی ﷺ، ابوبکرؓ اور عمرؓ سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں ان سے محبت کرنے کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں نے ان جیسے عمل نہ بھی کیے ہوں۔(۲۳)

سیدنا ابوذرؓ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی: اللہ کے رسول! آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن ان جیسے عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

**فانك مع من احببت**

بلاشبہ تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔

ابوذرؓ نے یہ بات پھر دہرائی تو رسول اللہ ﷺ نے پھر یہی جواب مرحمت فرمایا۔(۲۴)

## اتباع

محبت کا لازمی تقاضا اتباع ہے، انسان جس سے بھی تعلق رکھتا ہے، اس کی بات دل و جان سے قبول کرتا ہے، اور اس کی رضا اور پسند ناپسند کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کرتا ہے، اور اس کی یہ بھی کوشش ہوتی ہے کہ محبوب کو خوش رکھے، اس کا ایک طریقہ مکمل اتباع بھی ہے۔ اتباع لغت میں تو کسی کے نشانات قدم پر چلنے کو کہتے ہیں، بعد میں اس کا استعمال عام ہوگیا، اور اس کا مفہوم ہوا کسی دوسرے کے عمل جیسا عمل کرنا۔ اتباع کی اصطلاحی تشریح کرتے ہوئے امام احمد سے منقول ہے:

**هو ان يتبع الرجل ماجاء عن النبی ﷺ وعن اصحابه(۲۵)**

اتباع یہ ہے کہ آدمی اس چیز کی پیروی کرے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے منقول ہے۔

قرآن کریم نے اتباع نبوی ﷺ کو بہت وضاحت سے بیان کیا ہے، اور اس کے لئے مختلف انداز اختیار کئے ہیں۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو اتباع نبوی پر منحصر قرار دیتے ہوئے فرمایا:

**قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ**

۲۳۔ صحیح بخاری: ۳۶۸۸، صحیح مسلم: ۲۶۳۹ ۲۴۔ ابی داود: ۵۱۲۶

۲۵۔ موسوعۃ نضرۃ النعیم: ج ۲، ص ۱۰

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌO(۲۶)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو (اس کے نتیجے میں) اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور وہ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ تو بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

جو رسول عربی ﷺ کی اتباع کرتے ہیں ان کا مقام بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰیۃِ وَالْاِنْجِیْلِ (۲۷)

جو لوگ اس رسول نبی امی کی پیروی کریں گے جس کو وہ اپنے ہاں تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

مزید فرمایا:

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ الل یکُمْ جَمِیْعَانِالَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ص فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَO (۲۸)

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ سو تم اللہ اور اس کے رسول نبی امی پر ایمان لاؤ جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

اتباع کے اس مفہوم کو مزید وضاحت کے ساتھ احادیث نبویہ میں بھی بیان کیا گیا ہے،

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کہ یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر اس لکیر کی دائیں اور بائیں جانب مزید لکیریں کھینچیں اور فرمایا کہ یہ دوسرے راستے ہیں یہ تمام راستے ایک دوسرے کے مخالف ہیں، اور ان میں سے ہر راستے پر شیطان ہے، جو اس راستے کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ

---

۲۶۔ آل عمران:۳۱ ۲۷۔ الاعراف:۱۵۷

۲۸۔ الاعراف:۱۵۸

ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَO(۲۹)

اور یہ کہ تم میرے اس سیدھے راستے ہی کی اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے ہٹا دیں گے جس کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے، تا کہ تم متقی بنو۔(۳۰)

دوسرے مقام پر فرمایا گیا:

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا(۳۱)

اور رسول جو کچھ تمہیں دیں، اُس کو لے لو اور جس سے روکیں اُس سے رک جاؤ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ آ جانے کے بعد اس کو ماننے میں پس و پیش کرنا ایمان کے یکسر منافی ہے، اس لئے یہ مومن کا طریقہ نہیں ہے ایسے میں ایمان کا تقاضا تو صرف یہی ہے کہ دربار نبوت سے جو حکم صادر ہو جائے، اسے قبول کرلو، اور اپنی پسند ناپسند کو ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مکمل طور پر وابستہ کرلو۔ اگر یہ مقام و مرتبہ حاصل ہو جائے تو اتباع اور اطاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ عمل سے سچا ثابت ہو جائے گا، اور ایسے خوش نصیبوں کے لئے پھر یہ حکم نازل ہوا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ(۳۲)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا (وہ) انبیاء صدیقین، شہدا اور نیک لوگ ہیں۔

اور ایک مقام پر فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ(۳۳)

جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

یہی مضمون زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ادا ہوا، فرمایا:

من أطاعنی فقد أطاع الله، ومن عصانی فقد عصی الله (۳۴)

جس نے میری اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے یقیناً اللہ کی نافرمانی کی۔

---

۲۹۔ الانعام: ۱۵۳　　۳۰۔ احمد۔ المسند: ج ۲، ص ۴۳۵۔ حاکم۔ المستدرک: ج ۲، ص ۳۱۸
۳۱۔ الحشر: ۷　　۳۲۔ النساء: ۶۹
۳۳۔ النساء: ۸۰　　۳۴۔ بخاری، رقم ۷۱۳۷

# اتباع رسول کے فوائد وثمرات

قرآن حکیم میں محبت واتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے فوائد وثمرات بیان ہوئے ہیں، بعض ثمرات کا تذکرہ احادیث مبارکہ میں بھی آیا ہے، ان میں سے بعض کی جانب ماقبل میں بیان ہونے والی آیات مبارکہ اور احادیث شریفہ میں بھی ہو چکا ہے، ہم یہاں چند اہم ثمرات کو نکات کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ مغفرت: محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت کا سبب قرار دیا گیا ہے، قرآن حکیم میں فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌO(۳۵)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو (اس کے نتیجے میں) اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور وہ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ تو بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

۲۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نتیجے میں انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رحم کا حق دار بن جاتا ہے۔ فرمایا:

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۳۶)

اور اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

۳۔ اطاعت نبوی ہی ہدایت دنیاوی واخروی کا باعث ہے، فرمایا:

وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (۳۷)

اور فرمایا:

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (۳۸)

۴۔ اور جب دنیا وآخرت کی رہنمائی انسان کو میسر آجائے اور اسے پوری ہدایت نصیب ہو جائے تو پھر ہمیشہ کی دائمی کامیابی اس کا نصیب بن جاتی ہے۔ سب سے بڑی اور سب سے عظیم کامیابی۔ قرآن حکیم میں فرمایا:

---

۳۵۔ آل عمران: ۳۱　　۳۶۔ آل عمران ۱۳۲

۳۷۔ النور: ۵۴　　۳۸۔ الاعراف: ۱۵۸

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَفَوْزًا عَظِيْمًا (۳۹)

۵۔اور سب سے بڑھ کر وہ صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے پر گام زن ہو جاتا ہے، کیوں کہ اتباع نبوی کے علاوہ سیدھے راستے تک پہنچنے کا کوئی اور راستہ نہیں۔فرمایا:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (۴۰)

اور یہ کہ تم میرے اس سیدھے راستے ہی کی اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے ہٹا دیں گے۔

۶۔اور سب سے بڑھ کر وہ جنت کا مستحق قرار پاتی ہے، جو مومن کی اصل زندگی، اس کی ساری تگ و دو کا حاصل اور ہمیشہ رہنے والا ٹھکانا ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى

میری پوری امت جنت میں داخل ہوگی، سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔

صحابہ کرامؓ نے پوچھا: اللہ کے رسول! کون انکار کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى (۴۱)

جس نے میری اطاعت کی، وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی تو تحقیق اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کیا۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

انما مثلی و مثل مابعثنی اللہ بہ کمثل رجل اتی قوما فقال: یا قوم انی رایت الجیش بعینی و انی انا النذیر العریان، فالنجاء، فاطاعہ طائفة من قومہ فادلجو افانطلقوا علٰی مهلهم فنجوا، وکذبت طائفة منهم فاصبحوا امکانهم، فصبحهم الجیش فاهلکهم واجتاحهم، فذالك مثل من اطاعنی فاتبع ماجئت بہ، و مثل من عصانی و کذب بما جئت بہ من الحق (۴۲)

بلاشبہ میری مثال اور جو دے کر اللہ نے مجھے بھیجا ہے اس کی مثال، اس شخص کی طرح ہے جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے: اے میری قوم! بلاشبہ میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے اور

۳۹۔الاحزاب: ۷۱
۴۰۔الانعام ۱۵۳
۴۱۔صحیح البخاری: ۷۲۸۰
۴۲۔صحیح بخاری: ۷۲۸۳

میں تمہیں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں، چناں چہ بچاؤ کی فکر کرو تو اس قوم کے ایک گروہ نے اس کی بات مان لی اور رات کے آغاز ہی میں نکلا بھاگے اور اپنی حفاظت کی جگہ چلے گئے، لہٰذا نجات پاگئے۔ اور ان میں سے ایک گروہ نے جھٹلایا اور اپنی جگہ ہی پر رہے، چناں چہ صبح سویرے ہی لشکر نے انہیں آلیا اور ان کو ہلاک اور تباہ و برباد کردیا۔ پس یہ مثال ہے اس کی جس نے میری اطاعت کی اور جو چیز (قرآن وحدیث) میں لے کر آیا ہوں، اس کی پیروی کی اور اس کی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق میں لے کر آیا ہوں، اسے جھٹلایا۔

محبت واتباع نبوی ﷺ اور اس کے ثمرات پر گفت گو کرتے ہوئے جن پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا، ان کا خلاصہ یہی ہے کہ محبت نبوی دراصل اتباع نبوی کی تمہید ہے۔ اتباع کے بغیر محبت کے دعوے محض دعوے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تباع نبوی کی تلقین کی ہے، جو ایمان کا اولین تقاضا بھی ہے، اور مومن کا تعارف بھی۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔